https://www.afkareislami.com

رِمَاحُهُمْ وَ خُيُوْلُهُمْ، وَ اُرِيْقَتْ عَلَيْهِ دِمَآؤُهُمْ، فِيْمَنِ اعْتَامَكَ مِنْ اَعْرَابِ قَوْمِكَ.

فَوَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَ بَرَاَ النَّسَمَةَ! لَئِنْ كَانَ ذٰلِكَ حَقًّا لَّتَجِدَنَّ بِكَ عَلَیَّ هَوَانًا، وَ لَتَخِفَّنَّ عِنْدِیْ مِيْزَانًا، فَلَا تَسْتَهِنْ بِحَقِّ رَبِّكَ، وَ لَا تُصْلِحْ دُنْيَاكَ بِمَحْقِ دِيْنِكَ، فَتَكُوْنَ مِنَ الْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا.

اَلَا وَ اِنَّ حَقَّ مَنْ قِبَلَكَ وَ قِبَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِیْ قِسْمَةِ هٰذَا الْفَیْءِ سَوَآءٌ، يَرِدُوْنَ عِنْدِیْ عَلَيْهِ، وَ يَصْدُرُوْنَ عَنْهُ.

-----☆☆-----

(٤٤) وَمِنْ كِتَابٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِلٰى زِيَادِ بْنِ اَبِيْهِ

وَ قَدْ بَلَغَهٗ: اَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ اِلَيْهِ يُرِيْدُ خَدِيْعَتَهٗ بِاسْتِلْحَاقِهٖ:

وَ قَدْ عَرَفْتُ اَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ اِلَيْكَ يَسْتَزِلُّ لُبَّكَ، وَ يَسْتَفِلُّ غَرْبَكَ، فَاحْذَرْهُ، فَاِنَّمَا هُوَ الشَّيْطٰنُ يَاْتِی الْمُؤْمِنَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ، وَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَ عَنْ شِمَالِهٖ، لِيَقْتَحِمَ غَفْلَتَهٗ، وَ يَسْتَلِبَ غِرَّتَهٗ.

وَ قَدْ كَانَ مِنْ اَبِیْ سُفْيَانَ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ فَلْتَةٌ مِنْ حَدِيْثِ النَّفْسِ، وَ نَزْغَةٌ مِّنْ نَّزَغَاتِ

اور گھوڑوں (کی ٹاپوں) نے جمع کیا تھا اور جس پر ان کے خون بہائے گئے تھے، تم اپنی قوم کے ان بدوؤں میں بانٹ رہے ہو جو تمہارے ہوا خواہ ہیں۔

اس ذات کی قسم جس نے دانے کو چیرا اور جاندار چیزوں کو پیدا کیا ہے! اگر یہ صحیح ثابت ہوا تو تم میری نظروں میں ذلیل ہو جاؤ گے اور تمہارا پلہ ہلکا ہو جائے گا۔ اپنے پروردگار کے حق کو سبک نہ سمجھو اور دین کو بگاڑ کر دنیا کو نہ سنوارو، ورنہ عمل کے اعتبار سے خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گے۔

دیکھو! وہ مسلمان جو میرے اور تمہارے پاس ہیں، اس مال کی تقسیم کے برابر کے حصہ دار ہیں۔ اسی اصول پر وہ اس مال کو میرے پاس لینے کیلئے آتے ہیں اور لے کر چلے جاتے ہیں۔

--☆☆--

## مکتوب (۴۴)

زیاد ابن ابیہ کے نام

جب حضرتؑ کو یہ معلوم ہوا کہ معاویہ نے زیاد کو خط لکھ کر اپنے خاندان میں منسلک کر لینے سے اسے چکمہ دینا چاہا ہے تو آپؑ نے زیاد کو تحریر کیا:

مجھے معلوم ہوا ہے کہ معاویہ نے تمہاری طرف خط لکھ کر تمہاری عقل کو پھسلانا اور تمہاری دھار کو کند کرنا چاہا ہے۔ تم اس سے ہوشیار رہو، کیونکہ وہ شیطان ہے جو مومن کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں جانب سے آتا ہے، تاکہ اسے غافل پا کر اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کی عقل پر چھاپہ مارے۔

واقعہ یہ ہے کہ عمر (ابن خطاب) کے زمانہ میں ابوسفیان کے منہ سے بے سوچے سمجھے ایک بات نکل گئی تھی جو شیطانی وسوسوں سے ایک وسوسہ تھی، جس سے نہ نسب ثابت ہوتا ہے اور نہ وارث ہونے کا حق

https://www.afkareislami.com

الشَّيْطٰنِ، لَا يَثْبُتُ بِهَا نَسَبٌ، وَ لَا يُسْتَحَقُّ بِهَا اِرْثٌ، وَ الْمُتَعَلِّقُ بِهَا كَالْوَاغِلِ الْمُدَفَّعِ، وَ النَّوْطِ الْمُذَبْذَبِ.

پہنچتا ہے۔ تو جو شخص اس بات کا سہارا کر بیٹھے وہ ایسا ہے جیسے بزمِ مے نوشی میں بن بلائے آنے والا کہ اسے دھکے دے کر نکال باہر کیا جاتا ہے، یا زین فرس میں لٹکے ہوئے اس پیالے کے مانند کہ جو ادھر سے ادھر تھرکتا رہتا ہے۔

فَلَمَّا قَرَاَ زِيَادٌ الْكِتَابَ قَالَ: شَهِدَ بِهَا وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ، وَ لَمْ يَزَلْ فِيْ نَفْسِهٖ حَتّٰى ادَّعَاهُ مُعَاوِيَةُ.

سیدرضیؒ کہتے ہیں کہ زیاد نے جب یہ خط پڑھا تو کہنے لگا کہ: ربّ کعبہ کی قسم! انہوں نے اس بات کی گواہی دے دی۔ چنانچہ یہ چیز اسکے دل میں رہی، یہاں تک کہ معاویہ نے اس کے اپنے بھائی ہونے کا ادّعا کر دیا۔

قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ: «الْوَاغِلِ»: هُوَ الَّذِیْ يَهْجُمُ عَلَى الشَّرْبِ لِيَشْرَبَ مَعَهُمْ وَ لَيْسَ مِنْهُمْ، فَلَا يَزَالُ مُدَفَّعًا مُّحَاجَزًا. وَ «النَّوْطِ الْمُذَبْذَبِ»: هُوَ مَا يُنَاطُ بِرَحْلِ الرَّاكِبِ، مِنْ قَعْبٍ اَوْ قَدَحٍ اَوْ مَاۤ اَشْبَهَ ذٰلِكَ، فَهُوَ اَبَدًا يَتَقَلْقَلُ اِذَا حَثَّ ظَهْرَهٗ، وَ اسْتَعْجَلَ سَيْرَهٗ.

امیرالمومنین علیہ السلام نے جو لفظ «الواغل» فرمایا ہے تو یہ اس شخص کو کہتے ہیں جو مے خواروں کی مجلس میں بن بلائے پہنچ جائے، تاکہ ان کے ساتھ پی سکے، حالانکہ وہ ان میں سے نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے ایسا شخص ہمیشہ دھتکارا اور روکا جاتا ہے۔ اور «النوط المذبذب» لکڑی کے پیالہ یا جام یا اس سے ملتے جلتے ظرف کو کہا جاتا ہے کہ جو مسافر کے سامان سے بندھا رہتا ہے اور جب سوار سواری کو چلاتا اور تیز ہنکاتا ہے تو وہ برابر ادھر سے ادھر جنبش کھاتا رہتا ہے۔

-----☆☆-----

ط حضرت عمر نے ''زیاد'' کو یمن کی ایک مہم پر روانہ کیا۔ جب وہ اس مہم کو سر کرنے کے بعد پلٹا، تو ایک اجتماع میں (کہ جس میں امیرالمومنینؑ، حضرت عمر، عمرو ابن عاص اور ابوسفیان بھی موجود تھے) ایک خطبہ دیا جس سے متاثر ہو کر عمرو نے کہا:

لِلّٰهِ هٰذَا الْغُلَامُ لَوْ كَانَ قَرَشِيًّا لَّسَاقَ الْعَرَبَ بِعَصَاهُ.

اس جوان کا کیا کہنا! اگر یہ قریش میں سے ہوتا تو تمام عرب کو اپنے عصا سے ہنکا لے جاتا۔

جس پر ابوسفیان نے کہا کہ یہ قریش ہی کا ایک فرد ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس کا باپ کون ہے۔ عمرو ابن عاص نے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ کہا کہ وہ میں ہوں۔[1]

چنانچہ تاریخ اس پر متفق ہے کہ ''زیاد'' کی ماں سمیہ جو حارث ابن کلدہ کی کنیز اور عبید نامی ایک غلام کے نکاح میں تھی طائف کے محلہ ''حارۃ البغایا'' میں بدنام زندگی گزارتی تھی اور اخلاق باختہ لوگ اس کے ہاں آیا جایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ابوسفیان بھی ابومریم سلولی

[1] شرح ابن ابی الحدید، ج۱، ص ۱۷۴۔

https://www.afkareislami.com

کے ذریعہ اس کے ہاں پہنچ گیا جس کے نتیجہ میں زیاد کی ولادت ہوئی۔ بہر حال جب عمرو نے ابوسفیان کی زبانی یہ سنا تو اس نے کہا کہ: پھر اسے ظاہر کیوں نہیں کرتے؟ اس نے حضرت عمر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مجھے ان کا ڈر ہے، ورنہ آج اسے اپنا بیٹا قرار دے لیتا۔ اگرچہ اسے یہ جرأت نہ ہوئی، مگر معاویہ کو جب اقتدار حاصل ہوا تو اس نے اس سے خط وکتابت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ کیونکہ معاویہ کو تو ایسے لوگوں کی ضرورت تھی ہی کہ جو ہوشیار وزیرک اور جوڑ وتوڑ کرنے میں ماہر ہوں۔ بہر صورت جب امیر المومنین علیہ السلام کو اس خط وکتابت کی اطلاع ہوئی تو آپؑ نے زیاد کو یہ خط لکھا جس میں اسے معاویہ کے ورغلانے سے خبردار کیا ہے تاکہ وہ اس کے فریب میں نہ آئے۔ مگر وہ اس کے بہکانے میں آگیا اور معاویہ سے جا کر مل گیا اور اس نے اسے اپنا بھائی قرار دے کر نسبی اعتبار سے ملحق کر لیا۔ حالانکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

اِنَّ الْوَلَدَ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ۔

بچہ شوہر کا متصور ہوگا اور زانی کیلئے سنگساری ومحرومی ہے۔[1]

☆☆☆☆☆

[1] بحار الانوار، ج۱۱۰ص ۴۰۲۔